ماہنامہ

انصاراللہ

ربوہ

نومبر ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:
پرنٹر:-
مطبع:-
مقام اشا
کتابت

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

نبوت ۱۳۶۶ ہش

نومبر ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

کتابت:۔ حمید الدین

فہرست

جلد نمبر ۲۸

شمارہ نمبر ۱۱

شرح چندہ

پاکستان ———— بیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ:۔ دو روپے

اداریہ

"دُنیا کو پھر ہے آج ضرورت حسینؑ کی"

جناب رئیس وارثی صاحب ہفت روزہ "تعمیرِ قوم" میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت رقمطراز ہیں:-

" وطنِ عزیز میں یزیدیت کے پھنکارتے ہوئے ناگ قومی یک جہتی، اخوّت، بھائی چارگی، خلوص اور ایمان کی دولت کو ڈسنے کے لئے بے تاب ہیں ـــــ اب بھی فراتِ محبت پر نفرتوں کی فوج کا پہرہ ہے۔ اب بھی آسودہ حالی نے قومِ رسولِ ہاشمیؐ سے نگاہیں پھیری ہیں۔ اب دولتِ سیم وزر نے رسولِ پاکؐ کے نام لیواؤں کو اپنی زلف کا اسیر کیا ہوا ہے ـــــ اِس پھول جیسے تروتازہ وطن کی شادابی اور نکہت کو نینوا کی تپتی ہوئی مسموم ہواؤں نے جھلسا دیا ہے۔ ارضِ وطن کی مقدس سرزمین کو صوبائی، لسانی، گروہی اور نسلی عصبیتوں کا گہوارہ بنانے کی منحوس سازشیں کی جارہی ہیں۔ یہ وطن جسے لاکھوں فرزندانِ توحید نے اپنے پاک لہو سے سینچ کر گلدستۂ صحنِ ارم بنانے کی سعی لازوال کی ـــــ جسے ہزاروں عصمتوں کی قربانی بے شمار اسلام کے جیالوں کی نقلِ مکانی کے بعد حاصل کیا گیا ـــــ برہمن زادوں کی گود میں دیکھنے کی خوفناک اور بھیانک تیاریاں کی جارہی ہیں لیکن ـــــ عزم پھر عزم، حوصلے پھر حوصلے ہیں اور وہ حوصلے جنہیں عرب و عجم کے بڑے بڑے سُورما زیر نہ کرسکے اخوّتِ اسلامی کے حوصلے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

کی مقدس ومعطر فضاؤں میں پروان چڑھنے والے حوصلے ماند نہیں پڑسکے۔

نفرتوں کی دیواروں کو منہدم کرنے، یزیدیت کی پھوٹ پرست پالیسیوں کو نیچا دکھانے اور اسلامی اخوّت، ذہنی ہم آہنگی، قومی یک جہتی اور قومی اجتماعی اندازِ فکر کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے حسینؓ کے نام لینے والوں کو پھر عزمِ شبیریؓ سے کام لینا ہوگا۔ نفرتوں کے بُت کدوں میں محبت کی اذان دینی ہوگی۔ اے فرزندانِ توحید ہوشیار!

پھر ہو رہی ہے دَورِ یزیدی کی ابتدا ٭ دُنیا کو پھر ہے آج ضرورت حسینؓ کی"

(ہفت روزہ تعمیرِ قوم کراچی ۲۶ ستمبر تا ۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء ص۷)

"ہم ایک بھی نہیں نیک بھی نہیں"

جناب فضلِ مسکین صاحب زیرِ عنوان "اِتحاد؟ ہم ایک بھی نہیں نیک بھی نہیں" بیان کرتے ہیں:۔

"ہم نے سرِعام سڑکوں پر زندہ انسان جلتے دیکھے۔ ہم نے بڑی سفاکی سے لوگوں کو قتل ہوتے دیکھا۔ ہم نے آسمان سے سنگ برستے دیکھے اور زمین آگ اُبلتی دیکھی اور دیکھ رہے ہیں کیوں اور کس لئے شاید اس لئے کہ ہمارے اندر کا انسان مر چکا ہے اس کی سوچ مر چکی ہے اس کا اندازِ فکر مقہور و مجبور ہو چکا ہے ہمارے اندر انسانیت کی جگہ درندگی کی خباثتیں جنم لے چکی ہیں اِس لئے تو ہم وحشی اور درندے بن چکے ہیں یہی وجہ تو ہے کہ ہم گمراہی اختیار کر کے حضورِ اکرمؐ والیٔ دو جہاں کا بتایا ہوُا راستہ ترک کر دیا۔ فرمانِ الٰہی کی واضح اور روشن آیات سے روگردانی کر کے اپنے لئے آخرت کا ابتر ترین سامان جمع کر لیا۔

فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے کہ دُنیا میں بسنے والے تمام مسلمان یقینی کلمہ گو آپس میں بھائی بھائی ہیں خواہ کوئی عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا۔ ایک طرف تو ہم رسولِ اکرمؐ کو دُنیا کا افضل ترین انسانِ کامل کہتے ہیں جس کے ایک اشارے پر جان قربان کرنے کو تیار ہو سکتے ہیں دوسری طرف انہی کے فرمان کی تضحیک کرتے ہیں، نعوذ باللہ۔ کیا ہم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم غلامانِ رسولؐ ہیں۔ کیا ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ خاتم الانبیاء کی اُمّت اور پیروکار ہیں۔ اگر ہم اِس بات کے داعی ہیں تو کوئی شخص ایسی حدیث پیش کر سکتا ہے جس سے یہ باور کیا جائے کہ تم خدا کے بندوں کو ناحق اور بلا جواز قتل کرو ان کی املاک جلاؤ ان پر خدا کی زمین تنگ کر دو، کہیں تحریر ہے کہ تم پر مہاجر کا خون واجب ہے یا کوئی پنجابی واجب القتل ہے یا کسی پٹھان کو قتل کر دینا کارِ ثواب ہے یا کسی سندھی کا گھر جلا دینے پر تمہیں ثواب ہو گا؟

فرمانِ الٰہی تو یہ ہے کہ

اللہ کی زمین پر فساد نہ پھیلاؤ تم آپس میں محبت، اخوت، خلوص اور یک جہتی سے رہو، اور ہم ہیں کہ اس خدائے عظیم کے فرمان کا مذاق اڑا رہے ہیں جس کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور اپنے وہ اعمال ہمیں پیش کرنا ہوں گے جو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے.....

آج ہم نے جس راہ کا تعین کیا ہے یہ بات واضح اور روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ راہ وطن دشمن عناصر کی ہے وہ نہیں چاہتے کہ پاکستان میں اسلام کو فروغ ملے پاکستان کو بقاء

نصیب ہو۔ ان تخریب کاریوں، قتل و غارت اور بربریت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فرنگی اپنی شاطرانہ چالوں سے ہم سے اپنی شکست کا کھلے عام بدلہ لے رہا ہے، سیکولرازم کے پرچارک ہماری آٹھ سو سالہ روایات کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ گرم پانیوں کے خواہشمند پاکستان کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ کچھ لوگ مذہب کی آڑ میں خون خرابہ کرا کے اپنے سفلی مشن کی تکمیل چاہتے ہیں غلامانہ ذہنیت کے لوگ ہمیں پھر غلامی کے دلدل میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔"

(ہفت روزہ تعمیرِ قوم کراچی ۲۶ ستمبر تا ۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۴۶، ۴۷)

جھوٹے مہدی کا دعوٰی اور انجام

المنبر کلمات الیوم کے تحت "پندرھویں صدی کا ہولناک ترین حادثہ۔ بلد الامین میں کیا ہوا؟" کا عنوان دے کر لکھتا ہے :-

"۱۴۰۷ سنہ ہجری بہت سی پریشانیوں، کچھ مسرتوں انگیز یادوں اور اُلجھے مسائل سبھی کو اپنے دامن میں سمیٹے، رختِ سفر باندھ رہا تھا اور عام احساس یہی تھا کہ زمین و آسمان کے خالق و مالک اور انسان کے مقدر کو عفوِ وجود کے طفیل بہتر بنانے والے ربِّ رؤف الرحیم کے فضل و کرم سے ذوالحج کا مہینہ جو حج اور اس کی برکتوں نیز احترام و عظمت کے مہینوں میں سے ممتاز تر ہے، رحمتوں اور مغفرتوں کے سایہ کو دراز کرنے کا ذریعہ بنے گا اور ہم نئے سنِ ہجری کا پہلا ماہ محرّم، اللہ کی عنایاتِ برکات کے جلو میں شروع کریں گے۔

مگر ہم اپنی غلطیوں، کوتاہیوں، دین کے تقاضوں کو پسِ پُشت ڈالنے اور دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کے اہم تر جرائم میں مبتلا تھے۔ اس کی سزا ہمیں اس صورت میں ملی کہ عین اس وقت کہ جب اکنافِ عالم سے احرام پوش مسلمانوں کے لبّیك اللّٰھم لبّیك کے نعرۂ مستانہ سے فضا منوّر دکھائی دینے لگی تھی، ہم اپنے اعمال کی شامت کا شکار ہو گئے۔

جیسا کہ بذریعہ وسائلِ ابلاغ، ورحرمِ مکّہ معظمہ سے لاشیں اُٹھانے کو لاکھوں انسانوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ـــــ ہوا یہ کہ جو حادثہ آج سے پہلے ۱۴۰۰ھ میں بیت اللہ شریف میں ایک ایسے گروہ کے ہاتھوں رُونما ہوا تھا جو حرم مکّہ معظمہ پر اِس لئے قابض ہونا چاہتا تھا کہ اس گروہ کے قائدین یہ دعوٰی کر رہے تھے کہ

امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ اپنی فوج سمیت حرم کی جانب چلے آ رہے ہیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے بیت اللہ شریف اور حرم بیت اللہ کے تمام گوشوں کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اندرون حرم پاک محبوس مسلمانوں کو امام مہدی کی بیعت کے لئے تبلیغ اور جبر دونوں کے ذریعے تیار کرنے میں مشغول ہو گئے۔

وقت گذرتا گیا، مہدی کے انتظار سے تھک کر یہ حرم کی چھت پر چڑھ گئے اور دُوربینوں سے انہیں دیکھنے کی کوشش کرتے رہے۔

اِسی دوران حرم پاک اور بیت اللہ شریف سے متصل مطاف و حطیم سبھی جگہ لاشیں تڑپیں، گولیاں چلیں اور حرم کی خوبصورت دیواریں اور چھتیں بھی گولیوں سے زخمی ہو گئیں — اب ۷ برس کے بعد، اِس مرتبہ ۶ ذوالحجہ (۱۴۰۷ھ) کو پھر سے اس عمل کا اعادہ ہؤا اور اس وقت مہدی ہونے کے دعویدار 'ایرانی انقلاب' کے سربراہ خمینی کے حکم اور انہی کی اسکیم کے مطابق ۱ لاکھ پچپن ہزار ان ایرانیوں میں سے جو "حج" کے نام پر مکۃ معظمہ میں جمع تھے ایک اہم تعداد نے ۱۴۰۰ھ ہی کے عمل کو ایک دوسرے انداز سے شروع کیا۔

اگرچہ ابتدائی اقدامات گذشتہ ۷،۶ برسوں سے جاری تھے اور اِس برس بھی تمہیدی عمل بہت دنوں سے شروع تھا، چنانچہ ۶ ذوالحجہ کو بے شمار جھنڈوں، سینکڑوں منظم گروہوں اور اسلحہ کو اپنے جسم پر پھیلائے احرام اور عام لباس میں چھپائے ہوئے ہزاروں افراد حرم کے دروازوں تک پہنچ گئے۔

۱۴۰۰ھ اور اب ۱۴۰۷ھ کے مظاہرین فکر و نظر، عقیدے اور عمل میں ممکن ہے کچھ تفاوت اور اختلاف رکھتے ہوں مگر

الف: مہدی موعود ہی کے نام پر دونوں گروہ جمع ہوئے۔

ب: دونوں نے اسلحہ آستینوں میں چھپایا ہؤا تھا۔

ج: دونوں گروہ حرم پاک پر قابض ہونے کے لئے کوشاں تھے۔

د: دونوں نے حرم بیت اللہ اور مکۃ معظمہ کے تقدس کو پامال کیا۔ اور دونوں نے حرم کو خون آلود کیا۔"

(ہفت روزہ المنبر فیصل آباد ۲۶ر اگست تا ۸ر ستمبر ۱۹۸۷ء صٓ۳)

منظوم کلام حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

بزبان حضرت اقدس

نعت

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے — برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم

تُو مشرقی نہ مغربی اے نورِ شش جہات — تیرا وطن عرب ہے نہ تیرا وطن عجم

تُو نے مجھے خرید لیا اِک نگہ کے ساتھ — اب تُو ہی تُو ہے تیرے سوا میں ہوں کالعدم

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ — سانسوں میں بس رہا ہے تیرا عشق دم بدم

میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں — تیرے حضور اُٹھ رہا ہے میرا ہر قدم

اے کاش مجھ میں قوّتِ پرواز ہو تو میں — اُڑتے ہوئے بڑھوں تری جانب سُوئے حرم

تیرا ہی فیض ہے جو متاعِ حیات ہے — ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم

یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است

خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

(الفرقان فروری ۱۹۷۶ء)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعتِ احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء بمقام نیویارک (امریکہ)

تشہد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا گذشتہ مرتبہ ۱۹۷۸ء میں جب امریکہ آنے کی مجھے توفیق ملی تو جماعت کی محبت کے نتیجہ میں مَیں نے کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا جب کسی جماعت سے ملاقات کی جاسکتی ہو اور نہ کی ہو چنانچہ مجھے تفصیلاً اُس موقع پر تعارف حاصل ہؤا۔

حضور نے فرمایا: مجھے ابھی دو روز ہوئے ہیں ابھی میں تفصیلی موازنہ تو نہیں کرسکا لیکن ایک خوشکن پہلو تو ظاہر و باہر ہے کہ گذشتہ دَورے کے مقابل پر آج امریکہ کی جماعتوں کو بہت زیادہ مستحکم مراکز حاصل ہو چکے ہیں اور بالعموم نظامِ جماعت سے وابستگی کے معیار میں بھی نمایاں اضافہ معلوم ہوتا ہے۔ آج بہت سے افراد ایسے نظر آتے ہیں جو پہلے دَورہ پر نظر نہیں آئے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ وہ میرا ذاتی دَورہ تھا اور امامِ وقت اور ایک عام احمدی کے دَورہ میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے لیکن ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کچھ یہاں رہتے ہوئے بھی احباب جماعت سے تعلق نہ رکھتے تھے اور اس کی ایک وجہ اچھے مرکز کا فقدان تھا چنانچہ جب مَیں نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے یہ وجہ بتائی کہ مرکز ایسے علاقہ میں ہے جو محفوظ نہیں۔ فرمایا اگرچہ یہ بات کسی حد تک درست تھی لیکن اس حد تک نہیں کہ انسان اپنا دین کھو بیٹھے۔ نظامِ جماعت جس کے ساتھ اس کی زندگی وابستہ ہے اس سے قطع تعلق کرلے۔

حضور نے دعا اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ ایک زندہ حقیقت ہے جب وہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کہتا ہے تو سچ کہتا ہے یہ راز ہے دعا کی قبولیت کا کہ اس کے بندے خدا کی آواز پر ذہنی اور قلبی طور پر لبّیک کہنے کے لئے تیار ہوں جب آپ یہ فیصلہ کریں گے اور فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ کی شرط پوری کریں گے اور خدا کی آواز کو ہر دوسری آواز پر فضیلت اور فوقیت دیں گے تو آپ کی دعاؤں کے رنگ بھی بدل جائیں گے۔ فرمایا: اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ کے نظارے بارہا ہم نے اپنی زندگی میں دیکھے ہیں۔ اِس صورت میں خواہ آپ کہیں ہوں، تاریکی میں ہوں یا

روشنی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے فرشتے مقرر ہو جاتے ہیں جو آپ کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضور انور نے آیت قرآنی لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم ہر آن اور ہر لمحہ خدا تعالیٰ اور اُس کی قدرت کی غیر معمولی عملداری کے محتاج ہیں۔ حضور نے بتایا کہ اِس آیت کا مضمون پوری شان کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ظاہر ہوُا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ بھی ظہور پذیر ہوُا اور آج بھی یہ مضمون جاری ہے۔

فرمایا: جب جماعتی طور پر ابتلاء پڑتے ہیں تو اسی کثرت سے خدا کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے جو ہر روز ہو رہا ہے لیکن بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو غفلت کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں یعنی وہ جانتے ہی نہیں کہ ان کا مقام کیا ہے۔ خدا کی نظر میں وہ چُنے گئے ہیں آج دُنیا کی زندگی ان کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے اِس لئے اس نقطہ نگاہ سے انہیں اپنے حالات کا جائزہ لے کر اپنی زندگی کی حفاظت کرنی چاہیئے یعنی رُوحانی زندگی کی اور خوب جان لینا چاہیئے کہ ان کے اُوپر بھی حملے ہوں گے اور وہ خدا کی حفاظت کے بغیر بچ نہیں سکتے خدا کے فرشتے ہر لمحہ اور ہر آن ان کی حفاظت کرتے ہیں اس قسم کی حفاظت کے ساتھ جماعتیں آگے بڑھا کرتی ہیں اور ایسی حفاظت جماعتی طور پر بھی لازم ہوتی ہے اور انفرادی طور پر بھی لیکن یہ پہلی منزل یعنی جس منزل کی طرف میں آپ کو بُلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے گردو پیش کا معائنہ کر کے اپنے دل میں شعور پیدا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ سے پیار کرنا چاہتا ہے لیکن خدا آپ کی اس آواز کا منتظر ہے یعنی فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي کی آواز کا۔ اگر پھر آپ کوتاہیاں بھی کریں گے ٹھوکریں بھی کھائیں گے تو خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوگا جو آپ کو سنبھالے گا فرشتے آپ کی حفاظت کریں گے۔

فرمایا: جو لوگ اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر آگے بڑھنے سے رُک جاتے ہیں تو وہ کبھی کوئی سفر طے نہیں کیا کرتے۔ دینِ حق نے ہرگز یہ شرط نہیں لگائی کہ پہلے کمزوریاں دُور کرو اور پھر ایمان لاؤ بلکہ یہ دعا سکھائی رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اب اس کے بدلہ میں ہمارے پہلے گناہ بخش دے۔

حضور نے فرمایا: وہ جو پہلے بھی ایمان لا چکے ہیں ان کو ان راہوں کی طرف آگے بڑھنا چاہیئے اور جب تک ہم ان راہوں کی طرف آگے نہیں بڑھیں گے ہم دُنیا میں کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ کتنا عظیم الشان کام ہے دُنیا کی تقدیر کو بدلنا۔ فرمایا تقدیر تو خدا تعالیٰ بدلا کرتا ہے لیکن آپ کی تقدیر کو اس میں حصّہ لینا ہوگا لیکن یہ اتنا بوجھل کام ہے کہ ہم خدا کے سہارے کے بغیر نہیں کر سکتے آپ میں سے ہر ایک کو اس میں

حصّہ لینا ہوگا فرمایا اِس لئے اپنے گردو پیش کو غور سے دیکھیں تو سہی کہ کن میں آپ بسے ہیں جہاں فضا کا ذرّہ ذرّہ زہریلا ہے جہاں بہت سے خطرات ہیں جو درپیش ہیں اس میں بھی خدا کی دولت کی راہ ہی آپ کو بچائے گی جو راستہ میں نے قرآن کی روشنی میں آپ کو بتایا ہے اسی راستہ میں ہی امن ہے اسی میں ہی حفاظت ہے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیں دعائیں کرتے ہوئے اگر آپ ایک اور قدم آگے بڑھائیں گے تو ایک نئی سوچ آپ کو عطا ہوگی نیا شعور دل میں پیدا ہوگا اُس وقت ایک نیا خوف بھی آپ کے اندر جنم لے گا اور وہ خوف آپ کو بتائے گا کہ آپ نے اپنی اکثر زندگی ضائع کر دی تھی۔ بہت سے نیک کام آپ کی ذات کے ساتھ وابستہ تھے اور وہ آپ نہیں کر سکے۔ بہت سی تبدیلیاں تھیں اِس ملک میں لانے کی جو آپ نہیں کر سکے۔ کتنے ہیں مؤلفۃ القلوب جن سے آپ نے تألیف بڑھایا۔ کتنے وہ ہیں جو یہاں سے آکر احمدیت میں شامل ہوئے۔ فرمایا جس وقت آپ کا شعور بیدار ہوگا تو تقاضے بھی بیدار ہوں گے۔ جتنا شعور بیدار ہوگا اتنی تکلیف آپ کو پہنچے گی اتنا ہی ضمیر کچوکے دے گا۔ بے چینی ہوگی۔ فکر لاحق ہوگا۔ ان سب کا علاج یہی ہے کہ اپنے رب کو پکاریں کیونکہ ایک ازلی ابدی خدا ہے اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کو جواب دے گا یہی ایک راہ ہے جس کے ذریعہ آپ اپنی حالت بدل سکتے ہیں اور جب تک آپ اپنی حالت نہیں بدلیں گے اُس وقت تک آپ اِس ملک کی حالت نہیں بدل سکتے اگر آپ نے اپنی حالت نہ بدلی تو یہ ملک آپ کی حالت بدل دے گا۔

فرمایا: خدا تعالیٰ کو دو شانوں کے ساتھ پیش کیا گیا ایک وہ شان جو ہر لحظ حفاظت کرنے والے کی شان ہے۔ فرمایا کہ ہر احمدی کا فیصلہ ایک ہی ہوگا جو خدا کی حفاظت کی راہ ہے جس کے نظارے وہ بارہا اپنی زندگی میں دیکھ چکا ہے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس راہ پر قدم بڑھاتا رہے اور جو غفلت کی حالت میں زندگی گذار رہے ہیں انہیں نیا شعور عطا فرمائے۔ جو اپنے بچّوں سے غافل ہیں ان کو اپنے بچّوں کا شعور عطا فرمائے اور وہ ترقی کی صورت میں آگے بڑھیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ر اکتوبر ۱۹۸۷ء بمقام واشنگٹن (امریکہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا: امریکہ کو اِس وقت دُنیا میں ایک غیر معمولی اہمیّت حاصل ہے لیکن امریکہ خود بہت ہی گہرے اور بنیادی تضادات کا شکار ہے۔ ایک پہلو سے امریکہ کی اہمیّت مشرقی خطّے کے مقابل پر ہے یعنی روس اور دیگر اشتراکی ممالک کے بلاک کے مقابل پر مختلف زاویوں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ ایک تو امریکہ اشتراکی نظام کے مقابل پر دُنیا کو استحکام مہیا

کرنے کا دعویدار ہے اور اس اقتصادی نظام کے مقابل پر جو اشتراکیت پیش کرتی ہے کوئی بہتر اقتصادی نظام پیش نہیں کرتا۔ تو سب سے پہلا تضاد جو اس ملک کے اندر دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک نظام کے مقابل پر باقی بنی نوع انسان کے تحفظ کی ضمانت دینے کے باوجود ان کو اس سے بہتر تسلی بخش دلوں اور ذہنوں کو مطمئن کرنے والا کوئی نظام نہیں دیتا اور جو نظام بھی دیتا ہے وہ ایک طرف سے پیدا ہونے والے اطمینان کو کھانا شروع کر دیتا ہے جو اطمینان اس عمومی تحفظ کے نتیجہ میں باہر کی دُنیا کو ملتا ہے کہ ہم اشتراکی نفوذ کے مقابل پر تمہاری حفاظت کریں گے تو بہت ہی خوفناک تضاد ہے اور اب تک امریکہ نے اپنے مسائل کو حل کرنے کے لئے جتنی بھی کوششیں کی ہیں وہ اس تضاد کو حل نہیں کر سکا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ دوسری طرف جب ہم اس پہلو سے امریکہ کا جائزہ لیتے ہیں کہ ایک بے خدا نظام کے مقابل پر خدا والوں کو امن کی ضمانت دیتا ہے تو بے اختیار دل امریکہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کا ممنون ہوتا ہے کہ باہر کی دُنیا کے لئے کم از کم یہ ضمانت ضرور ہے کہ زبردستی کوئی بے خدا نظام ان پر نہیں ٹھونسا جائے گا۔ بہت بڑی خدمت ہے دُنیا کی اور بہت بڑا تحفظ ہے مذاہب کو جو اِس پہلو سے امریکہ مہیا کرتا ہے۔ دوسرے پہلو سے دیکھیں تو مذاہب کی رُوح کو کھا جانے والے جتنے بھی ایسے مضرات ہیں، ایسے خوفناک عوامل ہیں جو مذہب کی رُوح کو چاٹ جاتے ہیں اور اخلاق کی بنیادیں ہلا دیتے ہیں وہ سارے عوامل امریکہ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ خود امریکہ کی سوسائٹی خدا کی طرف منسوب ہونے کے باوجود عملی طور پر خدا سے اتنا دُور ہوتی چلی جا رہی ہے کہ ہر اخلاقی خرابی کی جڑیں امریکہ کی آزادانہ تہذیب سے وابستہ ہیں۔ پس ایک طرف سے جو امن دیا دوسرے ہاتھ سے وہ امن بھی واپس لے لیا اور اس تضاد کا بھی ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔

حضور نے فرمایا ایسی سوسائٹی جو اس قسم کے تضادات کا شکار ہو چکی ہو اس کے زندہ رہنے اور پنپنے کے بظاہر کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ لازماً کچھ ہونا ہے۔ لازماً خدا کی تقدیر کچھ ایسی باتیں ظاہر کرے گی جس کے نتیجہ میں یہ فرسودہ نظام مٹنے ہیں۔ صرف فیصلہ کُن امر یہ ہے کہ کیسے یہ نظام مٹیں گے۔ دُنیا کے سیاسی نقشے پر نگاہ ڈال کر دیکھیں آپ کو کہیں بھی نجات کا دروازہ دکھائی نہیں دے گا۔ دُنیا کے کسی خطّے میں مستقبل کے امن کی کوئی ضمانت دکھائی نہیں دے گی۔ کوئی ایسے آثار دکھائی نہیں دیتے کہ آئندہ یہ حالات تبدیل ہو جائیں گے۔

حضورِ انور نے بڑے جلالی انداز میں فرمایا: آپ ہیں صرف یعنی جماعتِ احمدیہ اور اس کے سوا

اور کوئی نہیں جن کے ساتھ دُنیا کے مستقبل کا امن وابستہ ہے۔ اگر جماعتِ احمدیہ دُنیا میں پھیلی تو اس کے ساتھ ہر قسم کے امن کا تحفظ دُنیا میں پھیلے گا اور دُنیا کے تضاد ختم ہوں گے۔ یہ دعوٰی بہت بڑا دعوٰی ہے۔ ہر احمدی اپنی شخصیت کے اندر اس دعوٰی کو جانچ سکتا ہے کہ احمدیت نے اُسے کیا شخصیت عطا کی ہے۔ ایسی شخصیت جو خالصتاً اللہ سے محبت کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی محبت چاہنے والی اور واقعتہً بنی نوع انسان سے محبت رکھتی ہے۔ مشرق سے بھی محبت رکھتی ہے مغرب سے بھی محبت رکھتی ہے۔ امریکہ میں رہتے ہوئے احمدی نہ روس سے دشمنی رکھتا ہے نہ اشتراکی دُنیا میں رہنے والے احمدی کو کسی امریکن سے کوئی دشمنی ہے۔ ایک عالمی شخصیت دُنیا میں پیدا ہو رہی ہے جس کا خالصتاً مدار تقوٰی اور ہمدردی پر ہے اور یہ روح اللہ سے تعلق کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔

حضور نے فرمایا: وہ جن کی ذات سے دُنیا کی نجات وابستہ ہے ان سے دُنیا ہمیشہ سخت دشمنی کرتی آئی ہے۔ وہ وجود جو رحمۃً للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بن کر آیا سب سے زیادہ دشمنی اُس سے کی گئی۔ مذہب کے معاملہ میں جو بدبخت بھی اُٹھتا ہے وہ اپنے ظلموں کا نشانہ حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بناتا ہے۔ کیا عیسائی۔ کیا ہندو۔ کیا یہودی ان کے آپس میں بھی اختلاف ہیں مگر ظالمانہ طور پر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نشانہ بناتے ہیں۔ عیسائی دُنیا جن کو یہود سے زیادہ نقصان پہنچا ان کی سب تکلیفوں کو بھلا کر گذشتہ سینکڑوں سال سے جو عیسائی مصنف اُٹھتا ہے وہ دینِ حق کو اپنا نشانہ بناتا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نشانہ بناتا ہے۔ یہودیوں کی دشمنی کا رُخ آج بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف ہے حالانکہ دُنیا میں بنی نوع انسان سے محبت کرنے والے وجود صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔

حضور نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل کی نمائندگی ہمیں عطا ہوئی ہے اور یہ نمائندگی نہیں ہو سکتی جب تک وہی جذبہ اپنے دل میں پیدا نہ کریں۔ اس جذبہ کی پرورش کریں تب آپ حقیقی معنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ بن سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ خلاصہ ہے جو امریکہ کے حالات کو دیکھ کر میرے دل میں اُبھرا ہے۔ اتنی قوتوں کے پہاڑ ہمارے مقابل پر کھڑے ہیں اور ہم بے بس ہیں۔ جب دل میں شدید بے چینی ہوتی ہے تو انسان اپنے بڑوں پر نظر اُٹھاتا ہے تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے آج دُنیا کی نجات وابستہ ہے۔ یہی ذات ہے جو آج بچائے گی اور امن کی ضمانت دے گی۔ اس کا عکس ہر دل میں اُتارنا پڑے گا اگر آپ اپنے دل میں اس عکس کو اُتاریں گے تو

ناممکن ہے کہ یہ جذبہ کسی اور جذبہ سے شکست کھا جائے۔

حضورِ انور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرچشمہ سے پانی پئیں کہ یہ آبِ حیات کا مقام رکھتا ہے۔ اس ذاتِ اقدس کو اپنا ہیرو بنائیں کیونکہ آپؐ ہی کی ہر ادا زندہ رکھنے کے لائق ہے۔ انہی اداؤں کے ساتھ آپ کی زندگی اور ساری دُنیا کی نجات وابستہ ہے۔

آپ نے فرمایا: حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا تو یہ احسان ہے کہ آپ نے اس چشمہ سے پانی پیا۔ خالصتہً اس کے ہو گئے اور ہمیں بُلا کر اس کی راہ دکھانے لگے لیکن اصل وہی ہے سارے حُسن کا سرچشمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اِس ضمن میں ایک آخری بات کہہ کر مَیں خطبہ کو ختم کرتا ہوں کہ روزانہ جب آپ نماز ادا کرتے ہیں تو سورۃ فاتحہ کی اس دعا میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی التجا بھی شامل کر لیا کریں۔ اصل پیغام اس دعا میں یہ ہے کہ عبادت تو کرنا چاہتے ہیں مگر ویسی عبادت کرنا چاہتے ہیں جیسی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی کیونکہ تُو نے خود اسے عبد کا خطاب دیا۔ اِذَا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ۔ قرآن کریم میں سب سے بڑا لقب جو کسی نبی کو عطا کیا گیا ہے وہ عبداللہ کا لقب ہے۔ پس دعا یہ ہے کہ اے اللہ جیسی تیری عبادت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی ویسی عبادت ہم کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے صدق کے ساتھ عبادت کی تھی اِس لئے اس معاملہ میں اے خدا ہم بالکل نا اہل ہیں۔ صفر ہیں۔ صرف ایک سہارا ہے کہ عبادت کی توفیق تجھ سے مانگیں اور ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عبد بنا دے۔ یہ وہ کیفیت ہے جو اس مضمون کے نتیجہ میں لازماً نصیب ہوا کرتی ہے۔ آپ نے پھیلنا ہی پھیلنا ہے دُنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو نظامِ قدرت کے قوانین پر غالب آسکے۔

آخر پر حضور نے فرمایا اِس لئے مَیں یہی دعا کرتا ہوں اور یہی تمام امریکہ کو واشنگٹن سے میرا پیغام ہے کیونکہ یہ اس ملک کا ہیڈ کوارٹر ہے کہ اس سے بہتر نسخہ ان سارے مصائب کے علاج کے طور پر مجھے اَور کوئی معلوم نہیں نہ ممکن ہو سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم ان نسخوں پر عمل پیرا ہو جائیں اور پھر ساری ترقیات کے مراحل ہم پر خود بخود آسان ہوتے چلے جائیں گے۔ اللہ کرے کہ جلد تر یہ مقام ہمیں نصیب ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ ر اکتوبر ۱۹۸۷ء بمقام ڈیٹرائٹ (امریکہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے سورہ ہُود کی درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں:-

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(ھود : ۲۸ تا ۳۲)

فرمایا: قرآن کریم کی جو آیات مَیں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان میں اگرچہ ایک بہت ہی قدیم زمانے کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے یعنی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا واقعہ لیکن قرآن کریم کی دوسری آیات سے اور تاریخی مطالعہ اور مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قدیم تاریخی واقعہ کے طور پر ان آیات نے یہ ذکر نہیں چھیڑا بلکہ انسانی نفسیات کو ایک مستقل، دائمی رہنے والی حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ وہ حالات جو حضرت نوحؑ کے زمانے میں تھے ویسے ہی حالات انسان پر بار بار آتے ہیں اور ہر زمانے میں انسانی نفسیات وہی منظر دکھاتی ہیں اور وہی معاملہ کرتی ہیں جو اُس زمانے میں کیا گیا۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں ایک بہت بڑی تہذیب اور بہت بڑے تمدّن کا دَور دَورہ تھا۔ اُس زمانے میں حضرت نوحؑ کے انکار کی جو وجوہات پیش کی گئیں اُن میں ایک وجہ یہ بیان کی گئی جیسا کہ قرآن کریم کی اِن آیات سے پتہ چلتا ہے کہ

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ

کہ ہم تو تجھے ایسا دیکھتے ہیں کہ ہماری نظر میں جو لوگ ذلیل ہیں، بے حیثیت ہیں وہی تیری پیروی کر رہے ہیں اور بڑے بڑے لوگ، صاحب علم اور صاحبِ فضل اور وہ جو قوم میں معزّز سمجھے جاتے ہیں وہ تیری اطاعت نہیں کر رہے۔ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ پس تمہیں ہم پر کیا فضیلت حاصل ہے۔ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ہم تو اس سے نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو۔ اگر سچے ہوتے تو دُنیا کی بڑی بڑی قومیں،

عظیم الشان طاقتور لوگ اور طاقتور لیڈر تمہاری پیروی کرتے۔ اس کے جواب میں حضرت نوحؑ نے جو فرمایا قرآن کریم نے اُسے من وعن محفوظ فرمایا:

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝

کہ اے میری قوم! کیا تم یہ نہیں دیکھتے یا نہیں دیکھ سکتے یا کیوں اِس بات کی طرف توجّہ نہیں کرتے کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے بیّنہ دے کر بھیجا ہے روشن دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور مجھے رحمت عطا فرمائی ہے اور اگر یہ رحمت تمہیں دکھائی نہیں دے رہی یہ فضیلت تمہیں نظر نہیں آ رہی کہ قُربِ الٰہی ہے جو سب نعمتوں کی جان ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیار ہی ہے جو ہر دوسری چیز پر فضیلت رکھتا ہے تو مَیں تمہارے اس اندھے پن کا کیا علاج کروں۔ جو چیزیں تم بڑی دیکھتے ہو وہ مجھے چھوٹی دکھائی دے رہی ہیں۔ خدا کی محبّت اور اس کا پیار اور اس بات میں عظمت جاننا کہ جو شخص خدا کے قریب ہے وہی عظیم ہے۔ وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ تم تو اِن باتوں کو کراہت کی نظر سے دیکھتے ہوئیں تم سے اِن خدمات کا کوئی مالی اجر نہیں مانگ رہا۔ یعنی اگر میری نظر میں تمہارے مالوں کی کوئی وقعت ہوتی تو مَیں یہ نیکی کے کام تم سے پیسے لے کر کرتا۔

حضور نے فرمایا کہ اِس میں ایک بہت ہی گہرا حکمت کا راز بیان فرمایا گیا ہے جو آج بھی سچوں اور جھوٹوں کے درمیان ایک مابہ الامتیاز بن کے دکھا رہا ہے۔

حضور نے اِس ضمن میں مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا: اِس پہلو سے جب آپ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو مغربی قوموں میں بھی اور مشرقی قوموں میں بھی جماعتِ احمدیہ اُس وقت بھلائی کا پیغام لے کر نکلی جب کہ انتہائی غریب تھی اور مالی لحاظ سے جماعت کا کوئی مددگار نہیں تھا۔ اُس وقت امریکہ جیسی بڑی اور عظیم مملکت کو ہدایت کا پیغام دینے کے لئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو بھجوایا گیا۔ قادیان میں حال یہ تھا کہ بعض دفعہ چھ چھ مہینے کے لئے کارکنوں کو تنخواہ دینے کے لئے پیسے نہیں ہوا کرتے تھے۔ واقعتہً گھروں میں فاقے پڑنے لگ جاتے تھے اور پھر حضرت مصلح موعود تحریک فرماتے تھے۔ چنانچہ ان دردناک اپیلوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ فضل فرماتا۔ بعض صاحبِ حیثیت لوگوں کے دِل کُھلتے اور وہ رقمیں بھجواتے۔ اُس وقت احمدیت نے امریکہ جیسی عظیم مملکت کو دینِ حق کا پیغام بھجوانے کے لئے ایک درویش بھجوایا۔ یہ وہ بات ہے جسے حضرت نوحؑ اُن کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے کہ ہم تو مال کی طرف ادنیٰ سی لالچ کی نگاہ بھی نہیں کرتے۔ تمہارے اموال سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے ہم تو خود قربانیاں دے رہے ہیں تم کیوں اس بات کو نہیں سمجھتے کہ مال میں نہیں بلکہ شرافت میں فضیلت ہے اور اب تم ہمیں یہ کہتے ہو کہ مال والوں کی عزّت کرو

اور وہ لوگ جو خدا کی خاطر سب کچھ قربان کر کے میرے سامنے خدا کے دین کی نصرت کے لئے حاضر ہوئے ان کو میں دھتکار دوں اس لئے کہ وہ غریب ہیں، اس لئے کہ اُن کے رنگ کالے ہیں، وہ بے حیثیت ہیں۔ اس پر حضرت نوحؑ نے کہا کہ میں ہرگز کسی قیمت پر خدا پر ایمان لانے والوں کو دھتکار نہیں سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ یہاں بھی ایسی قوم بستی ہے جس کو دُنیا حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ خود ان کے اہل وطن جو نسبتاً سفید فام ہیں اُن کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں۔ اگرچہ قانون ان کو بعض حقوق دلواتا ہے لیکن عملاً یہ خستہ حال ہے۔ جہاں تک اقتدار کا تعلق ہے حقیقت میں اقتدار کی کنجیاں سفید فام لوگوں کے ہاتھ میں ہیں اور اس کے نتیجہ میں یہ بہت ہی بے چینی کا شکار ہیں۔ جہاں تک دینِ حق کا تعلق ہے دینِ حق چونکہ عالمی مذہب ہے اِس لئے رنگ و نسل کی تمیز نہیں کرتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ رنگ و نسل کی وجہ سے کسی میں احساسِ کمتری نہیں پیدا ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ترقی کے راستہ میں رکاوٹ ہے۔

حضورِ انور نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ امریکہ میں ایک سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کے نزدیک نعوذ باللہ من ذٰلک ہمارے مربیان نے یہ غلطی کی کہ پہلے سیاہ فام لوگوں میں دعوتِ اِلی اللہ شروع کر دی اور اس کے نتیجہ میں وہ جوق در جوق شامل ہونے شروع ہوئے چنانچہ خود اپنے ہاتھوں سے سفید قوموں کے لئے راستہ بند کر دیا۔

حضور نے فرمایا کہ اس شخص کے اندر جس نے یہ بات کہی احساسِ کمتری پایا جاتا تھا۔ اس کے اندر وہ جاہلانہ بات تھی کہ جو نسبتاً کم عزت رکھنے والی قومیں ہیں، یہ خدا کے ہو بھی جائیں تب بھی وہ ذلیل ہی رہیں گے گویا سفید فام آئیں گے تو دین کو عزت ملے گی اور سفید فام نہیں آئیں گے تو دین کو عزت نہیں ملے گی۔

چنانچہ حضور نے فرمایا کہ جب حضرت مفتی محمد صادق صاحب یہاں تشریف لائے اور جوق در جوق اُن لوگوں کو جنہیں سیاہ فام کہا جاتا ہے احمدیت کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے، اپنے سینے وا کر دیئے، کسی نے اُن سے سوال نہیں کیا کہ کالے آرہے ہیں یا سفید۔ کہیں یہ تو نہیں کہہ رہے کہ کالوں کو دعوتِ الی اللہ دے رہے ہو اور سفید پیچھے رہ جائیں گے۔ ہر آنے والا خدا کا بندہ تھا۔ ہر آنے والا تقویٰ کی رحمتیں ساتھ لے کر آتا تھا یہ وہ دَور تھا کہ اگر وہ اُسی طرح جاری رہتا تو بعید نہیں تھا کہ آج اِس ملک کی ایک بھاری تعداد خدا تعالےٰ کے فضل سے دینِ حق میں داخل ہو چکی ہوتی اور بجائے اس کے کہ یہ دُنیا میں بُرائیاں پھیلانے کا اڈہ بنا ہوُا ہوتا، بجائے اس کے کہ دُنیا میں گند پھیلانے کے لئے یہاں سب سے بڑی صنعتیں قائم ہوتیں، یہاں سے دُنیا کے لئے رحمتیں بانٹی جاتیں، دُنیا یہاں سے نعمتیں حاصل کرتی دین کی بھی اور دُنیا کی بھی۔

اور عظیم الشان محسن کے طور پر یہ ملک دُنیا کے سامنے اُبھرتا۔ آج امریکہ کے میدان سے دینِ حق کا سورج طلوع ہو رہا ہوتا۔

حضورِ انور نے تکبّر کو دُور کر کے عجز و انکسار اپنانے اور غریبوں سے محبّت کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ پھر ان بھائیوں کو، اِن پسماندہ لوگوں کو اُٹھائیں، ان کو سینوں سے لگائیں کیونکہ یہ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسوہ ہے۔ آپؐ نے غریبوں کے ساتھ ایسی محبّت کی ہے کہ اصحابِ صُفّہ وہ لوگ ہیں جو غرباء میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت کے نتیجہ میں بیت الذکر میں آکر بیٹھ گئے تھے۔ یہ جوابی پیار کیسے پیدا ہو گیا تھا اگر پہلے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِل میں پیار پیدا نہیں ہوا تھا۔ بعض لوگ اپنی بے وقوفی یا ناسمجھی سے یہ گمان کرتے ہیں کہ اصحابِ صُفّہ سب کے سب وہ لوگ تھے جو بے کار تھے۔ جن کو دُنیا کی کمائی کے ڈھنگ نہیں آتے تھے اور اس کے نتیجہ میں جس طرح درویش، لُولے لنگڑے وہاں اکٹھے ہو جایا کرتے ہیں جہاں کھانا مُفت ملتا ہے، اسی طرح اصحابِ صُفّہ بھی آگئے۔ کیونکہ نیک تھے یہ بیت الذکر میں آکر بیٹھ گئے بجائے کسی اور یتیم خانے میں جانے کے۔ بالکل غلط اور جھوٹا تصوّر ہے۔ وہ صاحبِ علم، عظمت و وقار لوگ تھے۔

پس غریبوں سے سچّی محبّت رکھنا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسوہ ہے۔ جہاں تک رنگ و نسل کا تعلق ہے آپ جانتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ کو کیا عظمت حاصل تھی ایک سیاہ فام انسان ہی تو تھا اور وہ بھی غلام۔ لیکن حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں جب اُن کو دیکھتے تھے تو سیّدنا بلالؓ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔

حضورِ انور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: یہ وہ دین ہے جو ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا۔ اگر یہ دین لے کر آپ امریکہ کی گلیوں اور اس کے بازاروں میں نکلیں تو اس نے بہر حال غالب آنا ہے کوئی دُنیا کی طاقت اس کی کشش سے قوموں کو بچا نہیں سکتی۔ پس آپ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خُلق کے سچّے سفیر بن کر دیکھیں کہ خدا آپ کو کیسی عظمتیں عطا کرتا ہے اور ان لوگوں سے پیار کرنا سیکھیں۔ مَیں تو جب بھی ان سے ملتا ہوں میرے وہم و گمان میں بھی کوئی رنگ کا فرق نہیں آتا۔ نہ مجھے یہ کالے نظر آتے ہیں نہ مجھے سفید نظر آتے ہیں مجھے تو اللہ کے نور سے مزیّن دکھائی دیتے ہیں۔ مَیں تو ان کو دیکھتا ہوں تو خدا کے نور کے سوا اِن میں کوئی اَور چمک نہیں دیکھتا۔ بے اختیار میرا دِل ان کی محبّت میں اُچھلتا ہے۔ میری رُوح اِن کے پیار سے وجد کرنے لگتی ہے۔ آپ نے بھی تو میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور مَیں نے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے آپ ایسا ہی بنیں

ورنہ آپ اپنے عہدِ بیعت میں سچے نہیں ہوں گے اور جب تک آپ ایسا نہیں بنیں گے آپ امریکہ کی تقدیر کو نہیں بدل سکیں گے۔ آپ کو کیا پتہ کہ کتنے کتنے عظیم الشان جواہرِ قابل یہاں موجود ہیں اور اگر ہم نے نعوذ باللہ من ذٰلك ان کی قدر نہ کی تو خدا ہماری قدر نہیں کرے گا اس لئے اپنی کیفیت بدلیں اور جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جن کا مَیں ذکر کر رہا ہوں ان کو میرا پیغام ہے کہ آپ دینِ حق سے عظمتِ کردار حاصل کریں۔ دینِ حق آپ کو بتاتا ہے کہ آپ آزاد ہو گئے ہیں ہر قسم کے احساسِ کمتری سے۔ کیوں یہ نہیں سمجھتے کہ دینِ حق آپ کا ہے اور خدا آپ کا ہے آپ کو کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے کون کس طرح آپ کو دیکھتا ہے۔

حضور نے آخر پر فرمایا کہ استغفار کے ساتھ ساتھ دعا کرتے ہوئے اپنے حالات کا جائزہ لیں اور انکسار کے ساتھ عظمتِ کردار پیدا کریں۔ ہر وہ شخص جو بظاہر کسی سوسائٹی کی طرف منسوب ہوتا ہے وہ یہ عزم کرے کہ مَیں نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس طرح منسوب ہو جانا ہے کہ سوسائٹیوں کے فرضی رنگ بالکل غیب ہو جائیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۷ء بمقام لاس اینجلس (امریکہ)

حضورِ انور نے تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: اِس خطبہ کا بنیادی موضوع مغربی ممالک میں بچّوں کی اسلامی رنگ میں تربیت کی راہ میں مشکلات کا مسئلہ تھا اِسی موضوع پر اِس جمعہ سے قبل یورپ اور امریکہ میں دیئے گئے خطبات کے تسلسل میں حضورِ انور نے اِس موضوع کے ایک اَور پہلو کی وضاحت فرمائی۔

حضور نے قرآنی آیات اِنَّ الحسنات یذھبن السیّئات کی روشنی میں فرمایا کہ کسی احمدی کے لئے اِس خوف کی ضرورت تو بہر حال نہیں کہ گندے مغربی معاشرے کی بُرائیاں ہماری بھلائیوں کو کھا جائیں گی جن میں حسنات ہیں وہ کبھی ضائع نہیں ہوُا کرتے۔ جن میں خوبیاں ہیں اُن کی خوبیاں لازماً غالب آیا کرتی ہیں نسلیں وہی ضائع ہوتی ہیں جو حسنات سے خالی ہوتی ہیں۔ چنانچہ اپنے خلاؤں کو تلاش کرو اور ان خلاؤں کو نیکیوں سے بھرنے کی کوشش کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حسنات ہی ہیں جو پہلے بھی غالب آئی تھیں اور آج بھی غالب آئیں گی اِس لئے انہیں اپنائے بغیر یہ خیال کر لینا کہ ہم اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو بچا سکیں گے درست خیال نہیں۔ حقیقی نیکی کے اُوپر بدی غالب آ ہی نہیں سکتی بلکہ حقیقی نیکی ہے جو بدیوں کو ختم کرتی ہے۔

حضور نے فرمایا اپنے نیک تصوّرات کو نیک اعمال کے رُوپ میں ڈھالیں اپنے خلاؤں کو بھرنے

کے نتیجہ میں آپ اور آپ کی اولاد ماحول سے خطرہ محسوس کرنے کی بجائے ماحول پر غالب آنے لگے گی۔ ممکن ہی نہیں ہے کہ خدا سے پیار کرنے والوں، خدا کا ذکر کرنے والوں، خدا کی محبّت کے داعی ہونے کے خوف میں ہر وقت مرتے رہنے والوں پر دُنیا کا ماحول غالب آسکے۔

حضورِ انور نے خطبات کی کیسیٹس کی تقسیم کے نظام کے بارہ میں فرمایا کہ یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ دو تین سالوں میں کافی مضبوط ہو چکا ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ کسی ملک کی ہر جماعت میں باقاعدگی سے کیسٹ پہنچ رہے ہیں اور اُس جماعت کے ہر فرد تک اُن کی رسائی ہے اِس لئے ایسے اہم مضامین جن کا جماعت کی تربیت کے ساتھ گہرا تعلق ہو اُن کو زیادہ احتیاط اور محنت کے ساتھ احبابِ جماعت تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے تا خطبات کے ذریعہ سب عالمی جماعتوں میں یکجہتی اور یکسوئی پیدا ہو سکے۔ یہ خطبات مختلف جماعتوں کے مزاج کی ہم آہنگی کا پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں خصوصاً زیادہ پھیلی ہوئی جماعتوں میں یہ نظام ضروری ہے کہ مرکز سے اُن کا رابطہ مکمل رہے اور سب چھوٹے بڑے تک امامِ وقت کی آواز میں وہ باتیں پہنچیں جن پر عمل کرنا وقت کے تقاضوں کے لحاظ سے خصوصیت سے بہت ضروری ہے۔

حضورِ انور نے تقوٰی کا مضمون بڑے احسن رنگ میں بیان فرمایا اور والدین کے بچّوں کی تربیت کے ضمن میں کردار اور ذمّہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہتے ہیں۔

درسِ حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم - اے، ایم لٹ (آکسن)

(۱)

ماہِ اکتوبر کے شمارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پر قلم اُٹھایا تھا اُسی تسلسل میں اِس وقت اس کا دوسرا حصّہ پیش کر رہا ہوں۔

ایک وضاحت کرتا چلوں یہ تمام کا تمام مضمون احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ماخوذ ہے۔ اگرچہ اس کے بعض حصّے ایسے ہیں جہاں نہ مَیں نے حوالہ درج کیا ہے نہ احادیث کا متن دیا ہے۔ جہاں جہاں مَیں نے اپنی طرف سے کچھ کہا ہے وہاں اس کی وضاحت کر دی ہے سوائے چند مقامات کے کیونکہ ان میں ابہام کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔

تہجّد کا ذکر ہو رہا تھا حضورؐ صحابہؓ کو بھی تہجّد کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے خواہ دو رکعت پڑھو تہجّد پڑھنے کی کوشش کرو۔ نصیحت کا انداز بھی بہت پیارا ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے ایک دن اپنی ایک خواب کا ذکر اپنی بہن اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ سے کیا انہوں نے حضورؐ کو وہ خواب بتائی حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں عبداللہ نیک نوجوان ہے کتنا اچھا ہوتا کہ وہ نمازِ تہجّد بھی پڑھا کرتا۔

اِسی سلسلہ میں ایک اَور واقعہ بھی بہت پیارا احادیث میں آتا ہے۔

- عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِیْعَةَ ابْنَ کَعْبٍ الْاَسْلَمِیَّ یَقُوْلُ: کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ اٰتِیْهِ بِوُضُوْئِهٖ وَبِحَاجَتِهٖ فَقَالَ سَلْنِیْ فَقُلْتُ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوْغَیْرَ ذَالِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔ (ابوداؤد باب وقت قیام النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم

من اللیل حدیث نمبر ۱۳۲۰۔ مسلم، نسائی، ترمذی اور ابنِ ماجہ نے بھی اِس حدیث کو بیان کیا ہے)

ابوسلمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے ربیعہ بن کعب اسلمی کو کہتے سُنا وہ بتایا کرتے تھے کہ (ایک زمانہ میں مَیں حضورؐ کی خدمت کے لئے حضورؐ کے پاس) رہا کرتا تھا۔ حضورؐ کی رفع حاجت کے وقت پانی رکھتا۔ حضورؐ کے وضو کا پانی لاتا۔ ایک دن حضورؐ نے مجھ سے کہا کہ مجھ سے کچھ مانگو۔ ربیعہ کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا کہ حضورؐ بس جنّت میں آپؐ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا اس کے علاوہ بھی کچھ اور چاہتے ہو۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضورؐ بس یہی چاہتا ہوں۔ فرمایا اچھا تو تم اپنے نفس کی کمزوریوں کے خلاف کثرتِ نماز اور کثرتِ سجود کے ساتھ میری مدد کرو۔ یعنی مَیں تمہارے لئے دعا کروں گا کہ اللہ تمہیں میرے ساتھ جنّت میں اکٹھا کرے اور تم میری دعا میں میرے اِس طرح مددگار بننا کہ زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرنا۔

تہجّد کے علاوہ حضورؐ وہ نوافل بھی جنہیں ہم سُنّتیں کہتے ہیں گھر میں ہی ادا کرتے اور صحابہؓ کو فرمایا کرتے:

اَیُّھَا النَّاسُ صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ، فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلَاۃِ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ۔ (بخاری فی الاعتصام وزاد المعاد ج ا صفحہ ۳۱۵ مصری)

• عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ مِنْ صَلَاتِکُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا۔

(بخاری کتاب المساجد باب کراھیۃ الصلاۃ فی المقابر)

حضرت عبداللہ ابنِ عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کے لئے اپنی نمازوں میں سے بھی حصّہ مقرر کرو (یعنی جس طرح اَور چیزیں اپنے گھروں میں رکھتے ہو اسی طرح نمازوں سے بھی اپنے گھروں کو سجایا کرو) اور ان کو ایسے نہ بنا دو جیسے وہ قبرستان ہیں یعنی تم جب اپنے گھروں میں نظر آؤ تو ایسے نظر نہ آؤ جیسے تم روحانی طور پر مُردہ ہو بلکہ تمہارے گھروں میں زندگی یعنی عبادت کے آثار نظر آئیں۔

ایک اَور موقع پر فرمایا کہ فرض نماز کے سوا مردوں کی افضل نماز وہی ہے جو گھر میں ادا کی جائے۔

۲

• عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ، ثُمَّ یَخْرُجُ وَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ، ثُمَّ یَدْخُلُ فَیُصَلِّیْ

رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ
وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

(مسلم فی صلاۃ المسافرین ۔ زاد المعاد ج ۱ ص ۳۱۵ مصری)

تہجد کے ذکر میں فجر کی دو سنتوں اور ان کی کیفیت کا ذکر آچکا ہے تمام احادیث سے یہ واضح ہے کہ حضورؐ فجر کی دو رکعات اور رات کے وتر سفر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے اور ان کے بارہ میں بہت تاکید فرماتے تھے۔ اس حدیث میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ :۔

حضورؐ ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات میرے گھر میں پڑھتے پھر باہر (مسجد میں جاکر) لوگوں کو فرض نماز کرواتے۔ نماز کے بعد پھر میرے گھر آتے اور دو رکعت ادا کرتے اور حضورؐ لوگوں کو مغرب کی نماز کروایا کرتے اور پھر گھر آکر دو سنتیں پڑھتے اور لوگوں کو مسجد میں عشاء کی نماز کرواتے پھر میرے گھر آکر دو رکعت نماز پڑھتے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر سے یہ روایت بھی آتی ہے کہ حضورؐ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے ایسا بھی کیا ہوگا لیکن معمول چار رکعت ہی کا تھا جیسے حضرت عائشہؓ بخاری کی ایک اور حدیث میں فرماتی ہیں کہ

كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ

کہ حضورؐ ظہر سے پہلے چار اور فجر سے پہلے دو رکعات نہیں چھوڑتے تھے۔

یہ بھی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب سورج زوال کر جاتا تھا اور ظہر کا وقت شروع ہی ہوتا تھا تو چار رکعات نفل ادا کرتے اور فرماتے تھے

اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَاُحِبُّ اَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ

(عن عبد اللہ بن سائب زاد المعاد ج ۱ ص ۳۰۸)

یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے راستے کھولے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ ان لمحوں میں میرا نیک عمل آسمان پر جائے۔

ایک دفعہ دینی کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے ظہر کی بعد کی دو رکعات چھٹ گئی تھیں ان کو آپؐ نے اُس دن عصر کے بعد ادا کیا اور پھر ہمیشہ عصر کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔ حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مغرب سے پہلے بھی دو رکعت نماز پڑھنا پسند کرتے تھے۔

حضورؐ کو جو ذوق و شوق اور اہتمام فرض نماز کا تھا وہ ظاہر و باہر ہے۔ فرمایا مومن اور کافر کے درمیان نماز فرق کرتی ہے۔ فرمایا خدا کی نگاہ میں جو اہمیت نماز کو ہے اگر اُس کا اندازہ تمہیں ہو تو تم مسجدوں میں

گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے آؤ۔ ایک صحابیؓ جو نابینا تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اندھا ہوں مسجد میں آنے کے لئے بعض دفعہ کوئی ساتھ نہیں ملتا حضورؐ مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دیں۔ جواب دیا ٹھیک ہے۔ لیکن پھر ان کو واپس بُلایا اور فرمایا کہ کیا تمہیں اذان کی آواز آتی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہاں۔ فرمایا تو پھر میں تمہیں گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

حضورؐ کی نگاہ میں نماز کو جو اہمیت حاصل تھی اس کا اندازہ ایک اور حدیث سے ہوتا ہے۔

• عَنْ عَلِیٍّؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ وَ قُبُوْرَھُمْ نَارًا کَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ۔

(بخاری کتاب بدء الخلق حدیث نمبر ۳۸۵ کرمانی شرح بخاری طبع مصری)

حضورؐ کفار کے لئے بھی ہمیشہ دعا ہی کیا کرتے تھے کہ اللہ انہیں ہدایت دے۔ اپنی ذات پر بڑے سے بڑے ظلم برداشت کئے لیکن ہمیشہ رحمت بن کر ان کے لئے دعا کرتے رہے۔ بہت کم مواقع ایسے ہیں۔ ۲۳ سالہ ظلم کے دَور میں مشکل سے گنتی کے چند ہوں گے جن میں کفّار کے لئے آپؐ نے بددعا کی۔ ان میں سے ایک موقع یہ بھی ہے جس کا اس حدیث میں ذکر ہے کہ جب جنگِ احزاب میں مشرکوں کی وجہ سے حضورؐ عصر کی نماز وقت پر ادا نہیں کر سکے تھے اور اِس بات کا انتہائی صدمہ تھا۔

اِس حدیث میں حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جنگِ احزاب کے موقع پر حضورؐ نے کفّار پر بددعا کرتے ہوئے فرمایا جس طرح انہوں نے سُورج غروب ہونے تک ہمیں صلاۃِ وسطیٰ یعنی عصر کی نماز سے روکے رکھا اسی طرح خدا بھی ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

(۳)

حضورؐ نفلی نمازیں لمبی پڑھتے تھے (نفلی نمازوں میں سے صرف فجر کی سُنّتوں کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ ہلکی پڑھتے تھے) لیکن آپؐ فرض نماز درمیانی پڑھتے نہ بہت زیادہ لمبی نہ بالکل مختصر۔ جہاں تک مَیں سمجھا ہوں آپؐ کی فرض نماز ۱۰ سے پندرہ منٹ یا اس سے کچھ زیادہ لمبی یا کچھ کم ہوتی تھی۔ فجر کی نماز باقی نمازوں کی نسبت قدرے لمبی ہوتی۔ ظہر کی نماز کا بھی خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔ مجھے احساس ہوتا ہے کہ فجر کے لمبے وقفہ کے بعد حضورؐ کو ظہر کا بہت انتظار ہوتا تھا اور یہ نماز بھی آپ نسبتاً لمبی پڑھتے تھے۔ مسلم

بن ابوسعید کہتے ہیں کہ حضورؐ بعض دفعہ اس کی پہلی رکعت اتنی لمبی کر دیتے تھے کہ نماز کھڑی ہونے کے بعد کوئی شخص مسجد سے نکل کر جنّت البقیع کی طرف جاتا اور رفع حاجت کے بعد گھر آکر وضو کرتا اور حضورؐ کے ساتھ پہلی رکعت میں شامل ہو جاتا۔ پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی اور دوسری باقی دو رکعات سے لمبی پڑھتے۔ ظہر اور عصر کی نماز میں یہ نسبت ہوتی تھی کہ ظہر کی دوسری رکعت جتنی عصر کی پہلی رکعت ہوتی تھی۔ غرض فجر کی نماز جس میں آپ ۶۰ سے ۱۰۰ تک آیات بالجہر تلاوت کرتے تھے سب نمازوں سے لمبی ہوتی تھی۔ ظہر کی نماز عصر سے لمبی ہوتی تھی اور مغرب کی نماز بھی نسبتاً لمبی پڑھتے تھے۔

• عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَقُوْمُ فِی الصَّلٰوۃِ اُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْھَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ کَرَاھِیَۃً اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّہٖ۔

(بخاری فی صلاۃ الجماعۃ باب من اخف الصّلاۃ عند بکاء الصّبی)

حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مَیں (فرض) نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ مَیں اس کو اپنے طریق کے مطابق لمبا کروں گا پھر مَیں کسی بچہ کے رونے کی آواز سُنتا ہوں اور اپنی نماز ہلکی کر دیتا ہوں کیونکہ مَیں اِس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے بچّے کی ماں کو تکلیف پہنچے۔

حضورؐ اوّل وقت نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے البتہ گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے اور ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ اسی طرح عشاء کے بارہ میں پسند فرماتے تھے کہ دیر سے پڑھی جائے اگر لوگ مسجد میں اکٹھے ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے اور اگر کم لوگ ہوتے تو انتظار کر کے دیر سے پڑھتے۔ فرماتے اگر لوگوں کی تکلیف کا احساس نہ ہوتا تو مَیں اسے عادتاً دیر سے پڑھتا۔

یہاں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ حضورؐ سونے سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے جو عشاء کی اُن دو سُنّتوں کے علاوہ ہوتی تھی جو حضورؐ فوری طور پر گھر میں آکر عشاء کے بعد ادا کیا کرتے۔ غرض حضورؐ کے جاگنے کے اَوقات نماز پر ختم ہوتے اور نماز سے شروع ہوتے۔

• عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ صَلَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الْعَتَمَۃَ۔ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَکُمْ فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَھُمْ وَاِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلَاۃٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاۃَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی قَالَ عَلٰی

رَسْلِكُمْ أُعَلِّمُكُمْ وَأَبْشِرُوْا اَنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ) عن ابو سعید وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسَقْمُ السَّقِيْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔ (لہ ابوداؤد فی الصلاۃ باب فی وقت العشاء

سٰہ بخاری فی مواقیت الصلاۃ باب فضل العشاء)

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ایک دفعہ ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی لیکن اُس رات حضورؐ نصف شب گذرنے کے بعد مسجد میں تشریف لائے۔ نماز کے بعد حضورؐ نے ہمیں فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو سو ہم اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ پھر حضورؐ نے ہمیں فرمایا بعض لوگ ایسے تھے جو نماز پڑھ کر سو گئے لیکن تم لوگ جنہوں نے نماز کا انتظار کیا وہ اس انتظار کی حالت میں نماز میں ہی تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ٹھہرے رہو مَیں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ تمہیں بشارت ہو کہ آج تمہارے سوا کوئی اور انسان نہیں جس نے اِس وقت میں عشاء کی نماز ادا کی ہو اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری میرے مدِّنظر نہ ہوتی تو مَیں اس نماز کو یعنی عشاء کی نماز کو نصف رات تک ملتوی کیا کرتا۔

(۴)

حضورؐ ظہر اور عصر کی نماز میں اگرچہ سورۃ فاتحہ کے بعد تلاوت بالجہر نہیں فرماتے تھے تاہم جو سورۃ پڑھ رہے ہوں اس کی کوئی نہ کوئی آیت اُونچی پڑھ دیتے تھے تاکہ صحابہؓ کو علم ہو جائے کہ کونسی سورۃ پڑھ رہے ہیں۔ عام طور پر بعض خاص سورتیں بعض نمازوں میں پڑھتے تھے۔ مثلاً جمعہ کے دن صبح کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ دہر پڑھتے تھے۔ لیکن عمرو بن شعیب نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ مفصّل سورتوں میں سے ہر چھوٹی بڑی سورۃ کو مَیں نے فرض نماز میں حضورؐ کو پڑھتے سُنا ہے۔ وفات سے پہلے جو صحت میں آخری نماز مغرب کی پڑھائی ہے اس میں سورۃ مرسلات پڑھی۔ ایک دفعہ سورۃ طور بھی مغرب میں پڑھی۔ احادیث سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز میں عشاء کی نسبت عموماً لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔ فجر کی ایک نماز میں سورۃ زلزال دونوں سورتوں میں پڑھی ہے سورۃ قٓ بھی کثرت سے فجر میں پڑھتے تھے۔ صحابہؓ کو فرماتے تھے کہ جن نمازوں میں بالجہر تلاوت ہوتی ہے ان میں سورۃ فاتحہ تو میرے ساتھ پڑھا کرو لیکن جب مَیں اس کے بعد تلاوت کروں تو خاموشی سے سُنا کرو۔

حضورؐ نماز سے پہلے لفظاً نماز کی نیت نہیں کرتے تھے بلکہ وہ دعا جو آجکل نیت باندھتے ہوئے کی جاتی ہے اُسے حضورؐ بعض دفعہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کی تلاوت سے پہلے وقفہ دیتے اور دل میں یہ دعا یا کوئی اَور دوسری دعا پڑھتے۔ فاتحہ کے بعد بھی ہلکا وقفہ دیتے اور رکوع میں جانے سے پہلے تلاوت کے بعد ہلکا سا توقف فرماتے۔

نماز کا ہر رُکن مکمل کرتے اور احسن رنگ میں ادا کرتے۔ قیام کی حالت میں چہرۂ مبارک سیدھا اور نگاہ سجدہ گاہ کی طرف رکھتے چہرہ اور نگاہیں آسمان کی طرف نہیں اُٹھاتے تھے اور نہ ہی گردن جھکاتے تھے اور ایسا کرنے سے منع کرتے تھے۔ سجدہ اور رکوع میں بازو پہلو سے ہٹا کر رکھتے تھے۔ سجدہ میں بازو زمین سے اُٹھا کر رکھتے تھے اور پہلوؤں سے اتنے جُدا رکھتے تھے کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہمیں حضورؐ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ عموماً فرض نمازیں رکوع اور سجود اتنے لمبے ہوتے جتنی دیر میں دس تسبیحات کہی جاتی ہیں اور کم سے کم اتنے لمبے ہوتے جتنی دیر میں تین تسبیحات کہی جاتی ہیں۔ جب قیام لمبا ہوتا تو رکوع اور سجود اور رکوع کے بعد قیام اور دو سجدوں کے درمیان قعدہ بھی لمبا ہوتا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ تشہّد کی دعا ہمیں خاص اہتمام سے سکھایا کرتے تھے۔ آخری رکعت میں حضورؐ تشہّد کے بعد درود اور دوسری بہت سی متفرق دعائیں پڑھتے تھے جن کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد کچھ دیر ذکر الٰہی کرتے اور پھر دائیں پہلو سے یا کبھی بائیں پہلو سے مُڑ کر بیٹھتے اور صحابہؓ کے ساتھ کچھ دیر باتیں کرتے اور گھر میں بقیہ نماز ادا کرتے۔

حضورؐ کو جو خشوع و خضوع نماز میں حاصل تھا اس کا اندازہ ایک حدیث سے ہوتا ہے۔

- عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ۔

(شمائل ترمذی)

مطرف نے اپنے والد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ایک دفعہ حضورؐ کو مَیں نے نماز پڑھتے دیکھا حضورؐ نماز میں رو رہے تھے اور جیسے ہنڈیا میں سے اُبلتے ہوئے آواز آتی ہے ایسے ہی آواز حضورؐ میں سے رونے کی وجہ سے آرہی تھی۔

- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَاهُمْ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَاَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ لَهُمْ لَمْ يَفْجَاهُمْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ وَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ۔

(بخاری حدیث نمبر ۴۱۴۲)

ابنِ شہاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ پیر کا دن تھا (جس دن حضورؐ کی وفات ہوئی تھی) مسلمان صبح فجر کی نماز میں مسجدِ نبوی میں مصروف تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں نماز کروا رہے تھے کہ اچانک حضورؐ نے اُس وقت جب وہ صفوں میں نماز میں کھڑے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اُٹھایا اور انہیں دیکھ کر مسکرا کر ہنس دئے اور وہ سب چونک گئے حضورؐ نے انہیں اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی نماز مکمل کرو پھر حضورؐ حجرہ کے اندر ہوگئے اور پردہ گرا دیا۔

ہاں یہ آخری بار انہوں نے اپنے آقاؐ کا دیدار کیا تھا اُس وجود کا دیدار کیا تھا جو اپنی بیماری اور کمزوری کی وجہ سے مسجد میں نہیں آسکتا تھا لیکن آج بھی اس کا دل مسجد میں ہی پڑا تھا ہاں وہی مسجد جو پنج وقت اُس کے لئے اُس کی راحتوں کا سامان مہیّا کیا کرتی تھی —— ہاں آج پھر وہ پیاری نگاہیں اُس مسجد میں آخری بار پڑ رہی تھیں اور آج بھی کئی دن کے بعد اُس کا دل اُس مسجد کو دیکھ کر مسرور ہوگیا تھا اور مُسکراہٹ اُن پیارے ہونٹوں پر بکھر گئی تھی۔ ہاں آج وہ اِس لئے بھی خوش تھے کہ وہ اپنے پیچھے عابدوں کی ایک جماعت چھوڑے جا رہے تھے۔ وہ جماعت جس نے نماز میں لذّت اُٹھانا ان سے پایا تھا جس نے عبادت کے سلیقے ان سے سیکھے تھے۔

اللّٰھمّ صَلّ علیٰ محمّد وعلیٰ اٰل محمّد وبارك وسلّم

عشرہ وقفِ جدید

۲۷ نومبر تا ۶ دسمبر عشرہ وقفِ جدید منایا جارہا ہے تمام زعماء انصاراللہ، ناظمینِ اضلاع اِن ایّام میں خصوصی طور پر چندہ وقفِ جدید کی وصولی میں جماعتی نظام سے پورا تعاون فرمائیں اور اپنی اپنی مجلس کا چندہ سَو فیصد وصول کرکے مرکز میں ارسال فرمائیں۔

(قائد وقفِ جدید مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں

(مکرم محمود مجیب اصغر صاحب ربوہ)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم اور انسانِ کامل اور تمام اوّلین و آخرین کے سردار ہیں۔ دُنیا کی ابتداء سے اس کے اخیر تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی وُجود نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں اور ہزاروں لاکھوں درُود اور سلام ہماری طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتے رہیں۔ قرآن کریم جو کتاب اللہ بھی ہے اور کلام اللہ بھی ہے اور اُمّ الکتاب ہے اور تحریف و تبدّل سے پاک اور منزّہ ہے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے ذکر سے بھرا پڑا ہے صحفِ سابقہ بھی حضورؐ کی عظمت اور جلال اور جمال کی پیش خبریاں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی حضورؐ کی عظمتوں اور خوبیوں کے ذکر سے رطب اللسان رہے اور تمام پاکباز اور فرشتے حضورؐ کی حمد کے گیت گاتے ہیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اس مضمون میں قرآن کریم میں سے کچھ آیات پیش کرنی مقصود ہیں جو ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان کا اظہار فرماتی ہیں۔ وما توفیقی اِلّا باللہ۔

مظہرِ کامل صفاتِ الٰہیہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ [1]
وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى [2]
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ [3]

---

[1] الفتح : ۱۱ [2] انفال : ۱۸ [3] النساء : ۸۱

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝[1]
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ [2]

فرمایا: وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

- اور جب تُو نے (بدر کے موقع پر) کنکریاں پھینکی تھیں تو تُو نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔
- اے رسول جو (تیری) اطاعت کرے (تو سمجھ کہ) اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔
- (اے مومنو!) تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اُس پر شاق گذرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھُوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے۔
- اور ہم نے تجھے دُنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یعنی اے رسول تُو اللہ تعالیٰ کا مظہرِ اتم ہے تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اور تیرا فعل خدا کا فعل اور تیری اطاعت خدا کی اطاعت ہے نیز تُو رؤف اور رحیم اور عالمین کے لئے رحمت ہے۔ چنانچہ منجملہ صحفِ سابقہ کی اَور پیشگوئیوں کے یسعیاہ نبی کی ایک پیشگوئی میں بھی جو یسعیاہ باب ۹ میں لکھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام خدائے قادر بیان کیا گیا ہے۔

"حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو کبھی جنگِ اُحد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی ہے؟ آپؐ نے فرمایا "عائشہ تیری قوم کی طرف سے مجھے بڑی بڑی سخت گھڑیاں دیکھنی پڑی ہیں اور پھر آپؐ نے سفرِ طائف کے حالات سُنائے اور فرمایا کہ اس سفر سے واپسی پر میرے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ مجھے خدا نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ اگر ارشاد ہو تو میں یہ پہلو کے دونوں پہاڑ اِن لوگوں پر پیوست کر کے اِن کا خاتمہ کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔" [3]

---

[1] توبہ: ۱۲۸ [2] انبیاء: ۱۰۸ [3] سیرۃ خاتم النبیینؐ حصہ اوّل از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ ۲۰۷

یہ واقعہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تو بے شمار صفاتِ حسنہ ہیں جیسا کہ فرمایا:۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى [۱]

یعنی اور اللہ کی بہت سی اچھی صفات ہیں لیکن سورۃ فاتحہ میں جو چار صفات بیان ہوئی ہیں (۱) ربّ العٰلمین (۲) رحمٰن (۳) رحیم اور (۴) مالك یوم الدّین انہیں اُمّہات الصفات کہا جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات کے مظہرِ کامل تھے جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"سورۃ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفاتِ اربعہ بیان ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان چاروں صفات کے مظہرِ کامل تھے مثلاً پہلی صفت ربّ العٰلمین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھی مظہر ہوئے جب کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [۲] جیسے ربّ العالمین تمام ربوبیت کو چاہتا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور آپ کی ہدایت و تبلیغ کل دُنیا اور کُل عالموں کے لئے قرار پائی پھر دوسری صفت رحمٰن کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت کے بھی کامل مظہر ٹھہرے کیونکہ آپ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل اور اجر نہیں مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ [۳] پھر آپ رحیمیّت کے مظہر ہیں آپ نے اور آپ کے صحابہ نے جو محنتیں اسلام کے لئے کیں اور ان خدمات میں جو تکالیف اُٹھائیں وہ ضائع نہیں ہوئیں بلکہ ان کا اجر دیا گیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف میں رحیم کا لفظ بولا ہی گیا ہے پھر آپ مالکیتِ یوم الدین کے مظہر بھی ہیں اس کی کامل تجلی فتح مکہ کے دن ہوئی ایسا کامل ظہور اللہ تعالیٰ کی ان صفاتِ اربعہ کا جو اُمّ الصفات ہیں اور کسی نبی میں نہیں ہوا۔" (الحکم ۱۰/ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ والی آیتِ قرآنی جو سورۃ توبہ میں بیان ہوئی ہے اور جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے ایک زبردست آیت ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا مظہر ثابت کرتی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

---

[۱] اعراف : ۱۸۱ [۲] الانبیاء ع [۳] الفرقان ع ۵

"اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عزیز اور حریص کے الفاظ میں اِس طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے فضل عظیم سے اس کی صفت رحمٰن کے مظہر ہیں کیونکہ آپؐ کا وجودِ مبارک سب جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ بنی نوع انسان۔ حیوانات۔ کافروں۔ مومنوں سبھی کے لئے۔ پھر فرمایا بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اور اس میں آپؐ کو رحمٰن اور رحیم کے نام دیئے۔" (اعجاز مسیح اردو ترجمہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عاشقِ صادق کیا ہی خوب فرماتا ہے ؎

- شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے ❊ تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
- خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا ❊ خدا نماست وجودش برائے عالمیاں
- محمدِ عربی بادشاہ ہر دو سرا ❊ کرے ہے روحِ قدس جس کے در کی دربانی
- اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں ❊ کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

عالمگیر نبوّت کا حامل

فرمایا:-

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا[1]

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۤفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔[2]

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا[3]

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ[4]

هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[5]

اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اور ہم نے تجھے تمام بنی نوع انسان کی طرف جن میں سے ایک بھی تیرے حلقۂ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو مومنوں کو خوشخبری دیتا اور کافروں کو ہوشیار کرتا ہے لیکن انسانوں میں سے اکثر اس حقیقت سے واقف نہیں۔

---

[1] اعراف: ۱۵۹ [2] سبا: ۲۹ [3] النساء: ۸۰ [4] الفرقان: ۲ [5] توبہ: ۳۳

اور ہم نے تجھے (تمام) لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے فرقان اپنے بندے پر اُتارا ہے تاکہ وہ سب جہانوں کے لئے ہوشیار کرنے والا بنے۔

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ (باقی) تمام دینوں پر اُسے غالب کر دے۔

اب اِن آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمگیر نبوّت دے کر بھیجا جانے کا ذکر ہے جس کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے چوتھے ہی سال جزیرہ نما عرب کے باہر حبشہ میں اسلام کا پیغام پہنچا۔ پھر صلح حدیبیہ کے بعد جو ۶ھ ہجری میں ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصرِ روم۔ کسرٰی فارس۔ شہنشاہِ چین۔ نجاشیؔ شاہ حبشہ۔ مقوقس شاہ مصر۔ رئیس بحرین۔ شاہ عمان۔ یمامہ کے سردار غسّان کے سردار۔ یمن کے قبیلہ بنی نہد کے سردار۔ یمن کے قبیلہ ہمدان کے سردار اور یمن کے قبیلہ بنی علیم کے سردار اور یمن کے قبیلہ حضرمی کے سردار کو تبلیغی خطوط روانہ فرمائے۔

اور حجۃ الوداع کے موقع پر جو ۱۰ھ میں ہوا فرمایا :۔

"یہ باتیں جو تمہیں مَیں آج کہتا ہوں ان کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دو کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سُن رہے ہیں اُن کی نسبت وہ لوگ اِن پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سُن رہے۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں اسلام کے کامل اور عالمگیر غلبہ کے معراج پر پہنچنے کے بارہ میں بھی پیشگوئی فرمائی جس کا اِس زمانے کے ساتھ تعلق ہے۔

دُنیا میں اَور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کا مشن عالمگیر ہو اور جس کا زمانہ لامحدود ہو۔ یہ امتیاز صرف اور صرف ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

حضرت موسیٰؑ سے مماثلت

سورۃ مزمل میں فرمایا :۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔

(مزمل : ۱۶)

یعنی اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

اب اِس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل کہا گیا ہے مثلاً آپؐ کا حضرت موسیٰؑ کی طرح صاحبِ شریعت ہونا۔ آپؐ کا حضرت موسیٰؑ کی طرح جنگیں لڑنا اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کا سلسلہ موسیٰؑ کے سلسلہ کے مشابہ ہوگا لیکن ہوگا عالمگیر اور دائمی۔

تمام نبیوں کے جامع

فرمایا:۔

لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ [۱]

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ [۲]

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ [۳]

تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ انہوں نے (یعنی رسولوں نے) اپنے رب کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دیا (یہاں جمع کا صیغہ ہے مگر مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سب نبیوں کے جامع ہیں)۔

نہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں نہ ہوں گے لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بھی بڑھ کر) خاتم النبیّین ہیں۔

انہی کو اللہ نے ہدایت دی پس تُو ان کی ہدایت کی پیروی کر تُو ان سے کہہ دے کہ مَیں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا یہ تو تمام جہانوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔

اب اِن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور ان کے جامع ہیں۔ سورۃ انعام کی آیت ۹۱ جو اُوپر بیان کی گئی ہے کے بارہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"یہ آیت حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت کا اظہار کرتی ہے۔ تمام گذشتہ نبیوں اور ولیوں میں جس قدر خوبیاں اور صفات اور کمال تھے وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ

---

[۱] جنّ: ۲۹ [۲] احزاب: ۴۱ [۳] انعام: ۹۱

علیہ وسلم کو دیئے گئے تھے سب کی ہدایتوں کا اقتداء کر کے آپ جامع تمام کمالات کے ہو گئے۔"

(بدر جلد ۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۰۵ء)

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"سورۃ آلِ عمران جزو تیسری میں مفصّل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب ولازم ہے کہ عظمت وجلالیت شانِ ختم الرسل پر جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت اور جلالیت کی اشاعت کرنے میں بدل وجان مدد کرو اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گذرے ہیں وہ سب کے سب عظمت وجلالیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے آئے ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ)

فنا فی اللہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (انعام: ۱۶۳، ۱۶۴)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اس کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدّ وجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا ربّ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور مَیں اوّل المسلمین ہوں یعنی دُنیا کی ابتداء سے اُس کے اخیر تک میرے جیسا اَور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اُس کو واپس دینے والا ہو۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۲ - ۱۶۴)

پھر فرمایا:۔

"..... اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اُٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ

کے ساتھ اور اُن کے جوروجفا اُٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔" (تقریر جلسہ مذاہب ص۱۳۷)

مقامِ بشریّت میں عظمت

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ[1]

تُو (انہیں) کہہ (کہ) مَیں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (فرق صرف یہ ہے کہ) میری طرف (یہ) وحی (نازل) کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی (حقیقی) معبود ہے۔

تمام عظمتوں کے باوجود جو مضمون کی مختلف آیات قرآنی میں بیان کی گئی ہیں اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریّت کا اظہار کیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لفظ اس لئے استعمال کیا گیا تا کہ دوسرے انبیاء کی طرح حضورؐ کی پرستش نہ ہو اور حضورؐ کو خدا نہ بنایا جائے۔ اسی آیت کے بارہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دُنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔" (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

حضورؐ کی اُمت کی فضیلت

فرمایا:۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ[2]

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا[3]

تم (سب سے) بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے (فائدہ) کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

اور (اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی ہے) اُسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کی اُمت بنایا ہے تاکہ تم (دوسرے) لوگوں کے نگران بنو اور یہ رسول تم پر نگران ہو۔

ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بہترین اُمت قرار دیا گیا ہے اور یہی وہ اُمت ہے

---

[1] الکہف: ۱۱۱ [2] آل عمران: ۱۱۱ [3] بقرہ: ۱۴۴

جس کی جھلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب نبوی میں معراج کے دوران اس وقت دکھائی گئی جب مسلمانوں پر دشمنوں کی طرف سے زمین تنگ کی جارہی تھی اور جس اُمّت نے سارے آفاق کو گھیرا ہوا تھا گویا بلحاظ کمیّت و کیفیّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین اور اعلیٰ درجہ کی اُمّت عطا کی گئی۔

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

اعلیٰ نمونہ اور محبتِ الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ [1]

تمہارے لئے اللہ کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ [2]

تُو کہہ دے کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبّت کرے گا۔

اِن آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ نمونہ قرار دیا گیا ہے اور حضورؐ کی محبّت و اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبّت میں بھلایا ہم نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی برتری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [3]

اللہ ہی کی سب تعریف ہے جو آسمانوں اور زمین کو (ایک نئے نظام کے مطابق) پیدا کرنے والا ہے (اور) فرشتوں کو ایسی حالت میں رسول بنا کر بھیجنے والا ہے جبکہ کبھی

---

[1] احزاب: ۲۲ [2] الِ عمران: ۳۲ [3] فاطر: ۲

تو اُن کے دو دو پَر ہوتے ہیں کبھی تین تین اور کبھی چار چار (اور ان فرشتوں کے پَروں کی) پیدائش میں وہ (اللہ) جتنی چاہتا ہے زیادتی بخشتا ہے اللہ ہر چیز پر بہت قادر ہے۔

اِس آیت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی برتری بیان کی گئی ہے کہ اب اس رسول پر ایسے فرشتے نازل ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی کئی کئی صفات کے حامل ہوں گے دو دو صفات کے تین تین کے اور چار چار کے مگر اسی پر بس نہیں خدا تعالیٰ چاہے گا تو قرآنی وحی لانے والے فرشتوں کے پَروں یعنی صفاتِ الٰہیہ کو جس کے وہ ظاہر کرنے والے ہوں گے بڑھا دے گا۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ[1]

اللہ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی۔ اُس کے نور کی کیفیت یہ ہے جیسے کہ ایک طاق ہو جس میں ایک دیا پڑا ہو (اور وہ) دیا ایک شیشے کے گلوب کے نیچے ہو (اور) وہ گلوب ایسا چمکدار ہو گویا وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے (اور) وہ (چراغ) ایک ایسے برکت والے درخت (کے تیل) سے جلایا جا رہا ہو کہ وہ (درخت) نہ شرقی ہو نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خواہ اُسے آگ نہ بھی چھوئی ہو بھڑک اُٹھے (یہ چراغ) بہت سے نوروں کا مجموعہ (معلوم ہوتا) ہے۔ اللہ اپنے نور کے لئے جن کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے (تمام ضروری) باتیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اِس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی عظمت کا اظہار کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کا مقابلہ دوسری تعلیموں سے ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک مٹی کے دیئے کا ایک ریفلیکٹر رکھنے والے لیمپ سے ہو۔ نیز قرآن کریم کی تعلیم کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ عالمگیر اور تمام مشرقی و مغربی قوموں کے لئے ہے۔

---

[1] نور : ۳۶

پھر فرمایا :-

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ [1]

اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تُو اُسے دیکھتا کہ وہ (ادب سے) جُھک جاتا اور اللہ کے ڈر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور یہ باتیں جو ہم تجھ سے کہتے ہیں یہ سب انسانوں کے لئے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔

اب اِس آیت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی زبردست عظمت کا اظہار کیا گیا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی اور انشراح صدری وعصمت وحیاء و صدق وصفا و توکل و وفا و عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل واعلیٰ و اکمل وارفع واجلیٰ واصفیٰ تھے اِس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصّہ سے سب سے زیادہ معطّر کیا اور وہ سینہ ودل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دِل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔"

(سُرمہ چشم آریہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست مخالفت سے حضورؐ کی عظمت کا اظہار

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری دُنیا کے لئے قیامت تک کے لئے مبعوث کیا گیا اِس لئے اللہ تعالیٰ کی سُنّت کے مطابق ضروری تھا کہ حضورؐ کی زبردست مخالفت ہو اور حضورؐ کے خلاف منصوبے باندھے جائیں لیکن ان تمام نامساعد حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامیاب ہو جانا حضورؐ کی عظمت کی ایک بڑی دلیل ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے بنائے گئے، وطن سے

---

[1] الحشر : ۲۲

نکالنے اور قید کرنے کی سازش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو ہمیشہ دشمن کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھا اور کامیاب و کامران فرمایا چنانچہ حضورؐ کی زبانِ مبارک سے ساری دُنیا کو چیلنج دیا گیا کہ

فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ (ھود: ۵۶)

یعنی اے مخالفو! تم سب مِل کر میرے خلاف منصوبے باندھو اور مجھے کوئی ڈھیل نہ دو پھر دیکھو کیا کر سکتے ہو۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا اِس دعوے کے مناسبِ حال یہ ضروری تھا کہ کُل دُنیا کے مکر و مکاید متفق طور پر آپ کی مخالفت میں کئے جاتے۔ آپ نے کِس حوصلہ اور دلیری کے ساتھ مخالفوں کو مخاطب کر کے کہا کہ فَكِيدُونِي جَمِيعًا (ھود: ۵۶) یعنی کوئی دقیقہ مکر کا باقی نہ رکھو سارے فریب مکر استعمال کرو قتل کے منصوبے کرو۔ اخراج اور قید کی تدبیریں کرو مگر یاد رکھو

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (قمر: ۴۶)

آخر فتح میری ہے تمہارے سارے منصوبے خاک میں مِل جائیں گے تمہاری ساری جماعتیں منتشر اور پراگندہ ہو جاویں گی اور پیٹھ دے نکلیں گی جیسے وہ عظیم الشان دعویٰ اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا کسی نے نہیں کہا اور جیسے فَكِيدُونِي جَمِيعًا کہنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوئی یہ بھی کسی کے مُنہ سے نہ نکلا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ یہ الفاظ اسی مُنہ سے نکلے جو خدا تعالیٰ کے سائے کے نیچے الوہیت کی چادر میں لپٹا ہوا پڑا تھا۔"

(الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

بھیج دُرود اس مُحسن پر تُو دن میں سَو سَو بار
پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار

حرفِ آخر

غرض ہر اعتبار سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت عظمت وجلالیت و برتری کُل انبیاء پر روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کُل نبی جو اُس وقت

تک گذر چکے تھے وہ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل اور قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوءِ ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزّت و حُرمت کرنا اپنے ایمان کا جُزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کُل انبیاء پر میرے ایمان کا جُزوِ اعظم اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء)

سرورِ شانِ رسالتؐ

سرورِ شانِ رسالت منبعِ رُشد و ہُدیٰ — کاشفِ اسرارِ روحانی حقیقت آشنا

باعثِ تخلیقِ حُسنِ کائنات و شش جہات — مطلعِ انوارِ وحدت نورِ ذاتِ کبریا

برتر از وہم و گماں بعد از خدا شانِ رسولؐ — نازشِ آدم ہوئے خیر الرّسل خیر الوریٰ

نور و نکہت کا مرقّع آپؐ کا عکسِ حیات — رشکِ مسجودِ ملائک صدرِ بزمِ انبیاء

عاشقِ یارِ ازل ہیں جلوۂ پروردگار — رحمۃٌ لِّلعٰلمین ہیں ہادیٔ ہر دوسرا

عزّت و تکریم بخشی سیرت و کردار کو — احترامِ آدمیّت آپؐ نے زندہ کیا

نازشِ صد آفتابِ منبعِ فیض و کرم — رہنمائے نوعِ انساں جلوۂ ربُّ الورا

چشمۂ نور و ضیا ہیں حُسن میں یکتا مثال — ہے تخیّل سے فزوں شانِ محمد مصطفےٰؐ

ہو ثنا خواں آپ جس کا خالقِ ارض و سما
نعتِ پیغمبر لکھے کیسے ایازؔ بے نوا

مرزا محمد یوسف ایازؔ
بدوملہی

نتیجہ مرکزی مجموعی امتحان اوّل ۸۷ء مجلس انصاراللہ

قیادتِ تعلیم کے زیرِ اہتمام مرکزی مجموعی امتحان اوّل ۱۹۸۷ء (منعقدہ ۱۹ جون ۱۹۸۷ء) میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۴۰۶ انصار شریک ہوئے، الحمد للہ

مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین

۱۔ مکرم حکیم محمد اسلم صاحب	مظفر پورہ سیالکوٹ	اوّل
۲۔ " ڈاکٹر احمد حسن صاحب چیمہ	ریلوے روڈ گجرات	دوم
۳۔ " خوشی محمد صاحب راناکپورتھلوی	اوکاڑہ	سوم

نمایاں گریڈ حاصل کرنے والے انصار

علاوہ ازیں جن انصار بھائیوں نے علم و فضل کے زیادہ سے زیادہ حصول کی خاطر دلی ذوق و شوق سے مرکزی تعلیمی پروگرام کے تحت مثالی محنت کے ساتھ پرچے حل کر کے خصوصی گریڈ حاصل کیا انہیں ایک ایک انعامی کتاب ارسال کی جا رہی ہے:۔

۱۔ مکرم شریف احمد صاحب	روہڑی سیمنٹ ورکس کالونی سکھر
۲۔ " چوہدری شبیر احمد صاحب	دارالرحمت شرقی ربوہ
۳۔ " " عبدالمجید صاحب	محلہ نبی روڈ راولپنڈی
۴۔ " عبدالغنی صاحب	پیپلز کالونی فیصل آباد
۵۔ " خواجہ محمد اکرم صاحب	محمد علی مارکیٹ مارٹن روڈ کراچی
۶۔ " صلاح الدین صاحب نائب قائد اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ	
۷۔ " ناصر احمد صاحب پال	سرکلر روڈ سیالکوٹ
۸۔ " محمد احمد صاحب	دارالصدر غربی ربوہ
۹۔ " چوہدری غلام علی صاحب	دارالعلوم غربی ربوہ
۱۰۔ " عبدالرحمٰن صاحب (ریٹائرڈ میجر)	پورن نگر سیالکوٹ
۱۱۔ " محمد حسین صاحب گل	کالج روڈ۔ اوکاڑہ

۱۲۔ مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب	دار الصدر شرقی ربوہ
۱۳۔ " محمد صدیق صاحب	کوارٹر تحریک جدید ربوہ
۱۴۔ " ڈاکٹر محمد شریف صاحب	فیکٹری ایریا۔ ربوہ
۱۵۔ " خالد محمود بھٹی صاحب	چمن باغ اسکیم راجگڑھ لاہور
۱۶۔ " محمد انور صاحب	دار الفتوح ربوہ
۱۷۔ " جلیل احمد صاحب شاہد	F-6/2 اسلام آباد
۱۸۔ " چوہدری محمد شفیع صاحب فیروز پوری	دار الرحمت شرقی ربوہ
۱۹۔ " بشیر احمد صاحب شاہد	
۲۰۔ " چوہدری نذیر احمد صاحب	اسمٰعیل آباد تعلقہ عمرکوٹ ضلع تھرپارکر
۲۱۔ " عبد السمیع صاحب حسنی	دار الرحمت شرقی ربوہ
۲۲۔ " چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ	دار الصدر شمالی ربوہ
۲۳۔ " محمود احمد صاحب برمی	سیٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
۲۴۔ " عبد الباسط خان صاحب ناصر	دار الصدر ربوہ
۲۵۔ " محمد یونس صاحب قریشی	ملتان روڈ لاہور

اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے ذہنوں کو جلاء بخشے اور صحت و سلامتی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ علم و معرفت میں نئی نئی ترقیات سے نوازتا رہے اور دین و دنیا میں کامیاب فرمائے نیز دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے انصار بھائیوں کو بھی علم و فضل کے اس میدان میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

احباب جماعت اپنے مرحوم بزرگوں کی قربانیوں کو زندہ کریں

ہر فردِ جماعت تحریکِ جدید میں حصّہ لے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پورٹ لینڈ امریکہ میں خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں تحریکِ جدید کے نئے سال کے بابرکت اعلان میں مالی قربانیوں میں اضافہ کے لئے حسبِ ذیل دو امور کی طرف بطور خاص جماعت کو توجہ دلائی ہے :۔

دفتر اوّل کے مرحوم مجاہدین تحریکِ جدید کے بارے میں فرمایا کہ :۔

" وہ سب خاندان جن کے بزرگ اِس دفتر میں شامل تھے اپنے بزرگوں کی یادیں زندہ رکھنے کے لئے اور اِن کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کے لئے قیامت تک یہ عہد کریں کہ وہ ان کے نام پر تحریکِ جدید کا چندہ ہمیشہ ادا کرتے رہیں گے ۔"

دفتر چہارم میں نئے مجاہدین تحریکِ جدید کی تعداد میں نمایاں اضافہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ :۔

" اُمید ہے آئندہ سال اِس بات پر غیر معمولی زور دیا جائے گا کہ ہر احمدی مرد، عورت اور بچّہ جہاں تک ممکن ہے تحریکِ جدید کی قربانیوں میں حصّہ لے گا ۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اِس مبارک اعلان پر لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

قیادتِ تحریکِ جدید
مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ